رسائل وجرائد کا لائف ممبر بننا

ادارہ

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

کسی ماہنامہ یا رسالہ کا لائف ممبر بنانا یا بننا کیسا ہے؟ ایک متعین رقم ادا کرکے تاحیات رسالے کا خریدار بننا کیسا ہے؟ کیا یہ معاملہ شرعاً درست ہے؟ اگر نہیں تو اس کی کوئی جائز شکل ہے؟ حضرت مفتی عبد الرحیم لاجپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتاویٰ رحیمیہ'' میں دو شکلیں بیان کی ہیں: ایک معاونِ خصوصی کی جس میں صرف تعاون مراد ہے اور ایک خریداری کی جس میں تاحیات رسالے کی خریداری مراد ہے۔ حضرت نے پہلی شکل کو جائز اور دوسری کو ناجائز لکھا ہے۔ فتاویٰ محمودیہ میں حضرت مفتی محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ نے لائف ممبری کو قمار کی شکل بتایا ہے۔

الجواب حامدًا ومصليًا

صورتِ مسئولہ میں کسی ماہنامہ یا رسالہ کا لائف ممبر اس طور پر بننا کہ ایک متعین رقم ادا کرکے تاحیات اس رسالے یا ماہنامہ کا خریدار بن جائے اور ادائیگی کے نتیجہ میں تاحیات رسالہ کا حقدار بن جائے، یہ صورت شرعاً درست نہیں ہے، اس لیے کہ یہ بیع کی معدوم یا مجہول شکل ہونے کے علاوہ بیع قمار (جوا) کی ایک شکل بھی ہے۔ ''احکام القرآن للجصاص'' میں ہے:

''**وحقيقة تمليک المال على المخاطرة**''۔ (احکام القرآن للجصاص، ج:۲، ص:۶۵۲، ط:قدیمی)

''فتاویٰ شامی'' میں ہے:

''**لأن القمار من القمر الذی يزداد تارةً وينقص أخرى وسمی القمار قمارًا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص**''۔ (کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیوع، ج:۶، ص:۴۰۳، ط:سعید)

البتہ اس کی جائز صورت یہ ہوسکتی ہے کہ مطلوبہ رسالے کی خریداری کے لیے سالانہ ایک متعین رقم طے کرلی جائے اور یہ رقم پیشگی ادا کرتے ہوئے اس رقم کی شرعی حیثیت کی وضاحت اور تفصیل کو بھی ملحوظ رکھا جائے، مثلاً: اگر مقررہ مدت کے دوران خریدار کسی عذر کی بنا پر ممبرشپ ختم کرنا چاہے یا خریدار کا انتقال ہوجائے تو اس کی بقایا رقم بطور قرض اور امانت کے دوبارہ لوٹائی جائے گی۔ یہ صورت درست ہے، اس صورت میں یہ بیع استجرار کے حکم میں ہے، لہٰذا اس صورت میں پیشگی رقم رسالہ والوں کے پاس بطور امانت ہے (اس امانت میں چونکہ مالک نے استعمال کی اجازت دی ہے، اس لیے وہ فقہی اعتبار سے قابلِ ضمان بن گیا ہے) کسی عذر کی بنا پر بیع فسخ ہوجائے تو خریدار کی جتنی رقم اپنے پاس باقی ہے، وہ واپس کرنی ہوگی۔ ''شرح المجلۃ'' میں ہے:

''ویصح أیضًا ولو کان الإعطاء من أحد الجانبین فقط وبه یفتی وصورته أن یتفقا علی الثمن ثم یأخذ المشتری المبتاع ویذهب برضاء صاحبه من غیر أن یدفع الثمن أو أن یدفع المشتری الثمن للبائع ویذهب بدون قبض المبیع فإن البیع لازم علی الصحیح''۔ (شرح المجلۃ، رقم المادۃ: ۱۷۵، ص: ۸۰، ط: مکتبہ حنفیہ)

''موطا امام مالک'' میں ہے:

''ولا بأس بأن یضع الرجل عند الرجل درهما ثم یأخذ منه بثلث أو بربع أو بکسر معلوم سلعة معلومة''۔ (موطا امام مالک، کتاب البیوع، ص: ۵۹۰، ط: میر محمد کتب خانہ)

''فتاویٰ شامی'' میں ہے:

''(ما یستجره الإنسان) ذکر فی البحر أن من شرائط المعقود علیه أن یکون موجودا فلم ینعقد بیع المعدوم ثم قال ومما تسامحوا فیه وأخرجوه عن هذه القاعدة ما فی القنیة الأشیاء التی تؤخذ من البیاع علی وجه الخرج کما هو العادة من غیر بیع کالعدس والملح والزیت ونحوها ثم اشتراها بعد ما انعدمت صح فیجوز بیع المعدوم هنا''۔ (ج: ۴، ص: ۵۱۶، ط: سعید)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
ابوبکر سعید الرحمٰن	محمد انعام الحق	محمد داؤد	محمد جہاں زیب خان
			تخصصِ فقہِ اسلامی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن